

جلد ۵۷ — ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء — نمبر ۱۲

شعر وسخن

خطاب بہ غافل

فصل بہاری

(از قلم جناب ہزارہ مل صاحب التخلص بہ صرف)

جب سے چلی زمانہ میں بادِ بہار ہے ۔۔۔ سارا زمانہ ہوگیا مصروف کار ہے
تو ہے کہ تیری آنکھوں میں اب تک خمار ہو ۔۔۔ افسوس! تجھ کو نیند سے اتنا پیار ہو

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا!
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا!

مژدہ یہ سُنکے وجد میں اشجار آگئے ۔۔۔ رگ رگ میں خون دوڑ گیا پھوٹنے لگے
طائر بتا رہے ہیں بسیرے کو چھوڑ کے ۔۔۔ چوپائے کہہ رہے ہیں تجھے یہ پکار کے

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

کھلنے کی کر رہے ہیں جو غنچے تیاریاں ۔۔۔ بُلبل کی بڑھ رہی ہیں ادھر بے قراریاں
بُھوربٹھ کے خوشیاں کرتے ہیں کھیت اور کیاریاں ۔۔۔ کوئل بھی کر رہی ہے یونہی نغمہ باریاں

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

سرگرم کتنا کام میں ہے آفتاب دیکھ! ۔۔۔ مصروف کتنا کار میں ہے ماہتاب دیکھ!!
ہر جاندار کرتا ہے کیا کیا آب دیکھ!!! ۔۔۔ دنیا کو دیکھ آپ کو اے محو خواب دیکھ!!!

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

پھر آگیا روانی میں پانی جما ہوا ۔۔۔ معلوم کیا بہار نے مژدہ سنا دیا
شام وسحر رہی نہ وہ رات دن رہا ۔۔۔ غرضیکہ تجھ سوا ہے زمانہ بدل گیا

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

ہمسائے تیرے راہ ترقی پہ گامزن ۔۔۔ سُستی کو چھوڑ پہنا ہے چستی کا پیرہن
کوئی ہیں کر رہے ہیں وہ طے منزلیں کٹھن ۔۔۔ لیکن تو ہے کہ تیرا ہے اب تک وہی چلن

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

کب تک رہیگا سوتا مرے بیر جاگ جاگ ۔۔۔ اُٹھ توڑ پھینک سستی کی زنجیر جاگ جاگ
سُن لے تو اُٹھ کے صرف کی تقریر جاگ جاگ ۔۔۔ رہیگا ورنہ حشر تلک دیر جاگ جاگ

فصل بہار آئی ہے اُٹھ بیٹھ غافلا
سارا زمانہ کام میں مصروف ہوگیا

نور افشان

۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب کے کفارہ پر اعتراضات اور اسلام کا طریقہ نجات

۱۲

چل میرے خامہ بسم اللہ

آگے چلکر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"یہاں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ (۱) اگر یہی طریق نجات ہے تو پہلے نبیوں کی امتوں کی نجات کس طرح ہوگی؟ (۲) اگر یہی طریق نجات خدا کے ہاں مقرر تھا تو شروع دنیا میں سب سے پہلے نبی پر اسکو کیوں ظاہر نہ کیا؟ (۳) اگر ذریعہ نجات مسیح کی موت ہے تو پھر مسیحی ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا نے سب کے گناہوں کی بخشش کا انتظام فرمایا ہے کسی خاص گروہ کا نہیں (۴) محض مسیحی کفارہ اگر کافی ہے تو یوحنا رسول کیوں کہتے ہیں۔

• جو کہتا ہے کہ میں اسے جانتا ہوں اور اسکے حکموں پر عمل نہیں سو جھوٹا ہے اور سچائی اُس میں نہیں۔ ہر وہ جو اُسکے کلام پر عمل کرے یقیناً اس میں خدا کی محبت ہے"۔ (یوحنا کا پہلا خط باب ۲: ۳) (اہلحدیث مطبوعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۳)

اعتراض اول کا جواب۔ جب تک مسیح کفارہ نہیں ہوئے تھے اسوقت تک پہلے نبیوں کی اُمتوں کی نجات ان ظلی قربانیوں کی بنا پر ہوگی جنکو انکے انبیا نے خدا کے حکم سے اُن میں جاری فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب قدیمہ میں قربانی مختلف صورتوں میں موجود ہے۔

اعتراض دوم کا جواب۔ اصول ارتقا کے بموجب خدا نے اول سے لیکر آخر تک ہر ایک نبی پر اسکو ظاہر فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ آخری انبیا کے کتب میں مسیح کے کُل واقعات ہو بہو موجود ہیں۔

اعتراض سوم کا جواب۔ بے شک خدا نے سب گناہوں کی بخشش کا انتظام فرمایا ہے۔ لیکن اس "انتظام" سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو اسکو قبول کرتا ہے۔ مثلاً خدا نے ساری دنیا کے لئے ہوا اور روشنی کا انتظام فرمایا ہے لیکن ان سے وہی شخص بہرہ اندوز ہو سکتا ہے جو ہوا میں سانس لے اور روشنی میں آنکھوں سے کام لے۔ اگر کوئی شخص ہوا میں سانس نہ لے اور روشنی میں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے تو ہوا اور روشنی سے اسکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا ہے۔

اعتراض چہارم کا جواب مفصل دے چکے ہیں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مولوی صاحب ہم پر طعن کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"**مختصر یہ ہے**۔ کہ پادری صاحب کے حق میں ہم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ مفت خوری کے لئے مسیحی ہوئے ہیں"۔ کیونکہ اسلام بلکہ کل ادیان میں نیک اعمال کرنے کی تاکید ہے۔ اور مروجہ عیسائی دین میں انکی ضرورت نہیں"۔ (اہلحدیث مطبوعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۳)

میں اعمال کی ضرورت اور اُسکی اہمیت پر گذشتہ اشاعتوں میں مفصل طور پر لکھ چکا ہوں۔ صرف یہ گذارش کرنا باقی ہے کہ "مسیحیت میں مفت خوری حرام ہے۔ البتہ اسلام نے اسکو شیر مادر کی طرح حلال فرمایا ہے کہ ا۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (قرآن ۳۹: ۵۲)

ترجمہ "اے میرے بندو جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو تحقیق اللہ بخشتا ہے تمام گناہوں کو۔ بیشک خدا معاف کرنے والا اور مہربان ہے"۔ یعنے جتنے جی چاہے گلچھرے اُڑاتے رہو کچھ فکر نہیں خدا سب کو بخش دیگا۔

حدیث ذیل بھی ملاحظہ ہو:۔

وعن ابی ذرؓ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذرؓ وکان ابوذر اذا حدث بھذا قال وان رغم انف ابی ذر متفق علیہ۔

ترجمہ ابی ذرؓ نے کہا کہ میں آنحضرت صلعم کے پاس آیا۔ آپ سو رہے تھے اور آپ پر سفید کپڑا تھا۔ جب میں پھر آیا تو آپ جاگتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بندہ جو لا الہ الا اللہ کہے اور اُس پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زناکار ہو۔ فرمانے لگے اگرچہ چور یا زناکار ہو۔ پھر میں نے کہا اگر وہ چور یا زانی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ چور یا زانی ہو۔ پھر میں نے کہا اگرچہ وہ چور یا زانی ہو آپ نے کہا اگرچہ وہ چور یا زانی ہو۔ اگرچہ یہ بات ابوذر کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ (مشکوۃ کتاب الایمان)

کہئے اس سے بڑھکر "مفت خوری" آپ کو کہیں اور مل سکتی ہے

میرے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہوگیا" میں ایسی چند حقائق اور ہیں جن کے جواب سے مولوی صاحب ایسے خاموش ہیں کہ گویا اُن کی جان میں جان نہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶۔

اسلام میں طریقہ نجات۔ اس کے بعد مولوی صاحب اسلام کا طریقہ نجات پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (۱) "اسلام میں ایک طریق نجات تو اکثریت اعمال صالحہ کا ہے"۔ (۲) "دوسرا اکثر اجتناب از معاصی ہے۔ یعنے جو شخص اکثر حالات میں بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہیگا وہ نجات پا جائیگا"۔ (۳) "بالکل آسان اور پادری صاحب کے حسب منشا ہے کہ طالب نجات انسان سوز انہ اپنے گناہوں پر غور کر کے خدا کے حضور خالص توبہ کیا کرے تو خدا اُسکی توبہ کو قبول کر کے بخش دیگا"۔ (اہلحدیث ۱۲ اکتوبر

(۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

طریق اول کے متعلق ہم کافی سے زیادہ بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں کہ اکثریت اعمال صالحہ سے کوئی مسلمان نجات نہیں پاسکتا ہے اور مولوی صاحب نے بھی اسکو تسلیم کر لیا ہے کہ "**اعمال اپنی ذاتی حیثیت سے ہرگز موجب نجات نہیں**" (اہلحدیث ۵ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳)

طریق دوم بھی باطل ہے۔ اول تو اس لئے کہ مولوی صاحب کا عندیہ اس آیت کے منافی ہے کہ **ومن یعمل مثقال ذرۃ** خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ جس پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں۔ دوم اس لئے کہ قرآن شریف میں کبائر کا تعین اور حصر نہیں ہے اور نہ احادیث سے اس پر روشنی پڑتی ہے اور نہ کسی عالم نے آجتک ان کا حصر اور تعین بتاسکا بعض کے نزدیک کبائر کی تعداد ۷ ہے اور بعض کے نزدیک سو سے بھی زیادہ ہے اور بعض کے نزدیک دس سے بھی کم ہیں جب تک آپ پہلے اس کا تعین اور حصر ثابت نہ کریں۔ اُسوقت تک آپ کبائر کے ترک پر نجات کی بنیاد نہیں رکھ سکتے ہیں۔

طریق سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ خواہ آپ توبہ کریں یا نہ کریں۔ خواہ آپ نیک ہوں یا بد ہوں ایک بار دوزخ میں آپ کا تشریف لے جانا ازبس ضروری ہے۔ والسلام۔

بالآخر میں اپنے دوست۔ پیارے مولوی صاحب کا بیحد شکر گذار ہوں کہ آپ کے طفیل سے میرے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہو گیا" کے مجملات اور اشارات مفصل اور واضح ہو گئے۔ ورنہ آپ اس کے جواب کی زحمت گوارا فرماتے اور نہ میں اسکی تفصیل اور توضیح کرتا۔ یہ بھی خدا کی مرضی تھی جو پوری ہو گئی۔

میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس مضمون کے آخر میں مولوی صاحب کی سوانحعمری لکھونگا۔ میں نے آپ کی سوانحعمری بالکل مرتب کر لی ہے۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ نورافشاں میں شایع کی جائے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جب میں اس مضمون کو رسالہ کی صورت میں شایع کروں اسوقت مولوی صاحب کی دلچسپ سوانحعمری بھی اس میں شایع کروں۔ ناظرین منتظر رہیں۔ بہت جلد یہ رسالہ جس کا نام **شیر افگن** ہوگا "میں کیوں مسیحی ہو گیا" کے ساتھ شایع ہوگا۔

سلطان

لمعات

بسا غنیمت ہے کہ اب آریہ سماجی بھائیوں کو ان کے نقائص اور کمیوں کا احساس ہونے لگا اور اُن کے سربرآوردہ لیڈروں کی توجہ ویدوں کے مستند ترجمے کی طرف خاصکر مائل ہو رہی ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اخبار آریہ گزٹ کے رشی بودھ نمبر میں سے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

آریہ سماج کا پروگرام۔ کامیابی وناکامیابی

کے ماتحت لالہ سورج بھان جی ایم۔ اے لکھتے ہیں کہ:۔

"اُس کے مقابلہ پر اصولی پروگرام میں آریہ سماج کو ناکامیابی دیکھنی پڑی ہے۔ اور اسی وجہ سے باقی ہندوستان نے مسائل کے میدان میں آریہ سماج کی کوئی قدردانی نہیں کی اور وہ آریہ سماج کو صرف ایک مجلس سدھار۔ کی جماعت تصور کرتے ہیں کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ذات پات کے مسئلے کے متعلق ہم ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھے۔ کتنی خبتا سے بیان لیا ہے کہ ذات پات گن کرم سوبھاؤ پر مبنی ہے اور کتنے آریہ سماجی ہیں جو یہ مانتے ہوئے شادیوں میں ذات پات کی پروا نہیں کرتے۔ ذات پات ہندو دھرم کو ویسے ہی جکڑے ہوئے ہے جیسے آدھی صدی پہلے تھی۔ اور اگر قدرے بندھن ڈھیلے بھی ہوئے ہیں تو اس میں یورپین سبھیتا کا کافی اثر ہے۔ اور آریہ سماج کا کام اس پہلو میں بہت کم نظر آتا ہے۔ شاید ویدوں کو ہر دلعزیز بنانے میں آریہ زیادہ کامیاب رہا ہے۔ اور کہنے کو چاہے کچھ کہا جائے آریہ سماج عام جنتا میں ان کے پڑھنے کے لئے کوئی شوق پیدا نہیں کرسکا۔ آریہ سماجی دور دور سے ویدوں کی عزت کرتا ہے لیکن ان کے پاس جانے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ آج پچاس سال کے ویدک پرچار کے باوجود ہر ایک آریہ سماجی یہ سمجھتا ہے کہ ویدوں کا پڑھنا اس کا کام نہیں ہے۔ یہ کام بڑے پنڈتوں کے لئے ہے۔

اور اب ایک نیا خطرہ دن بدن آگے بڑھ رہا ہے۔ جسکے آگے اگر ٹھیک دھیان نہ دیا گیا تو آریہ سماج بچ نہیں سکیگا۔ کیا مغربی تہذیب اور فیشن کے آگے ہماری آریہ تہذیب یا ہمارے سادگی وغیرہ کے پرانے آدرش سرخم کئے ہوئے نظر نہیں آتے۔

کیا ناستکتا کی لہر بہت سے آریہ دلوں میں گھر نہیں کر رہی۔ یہ خیال کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ آریہ سماج کے تعلیم یافتہ طبقے میں بھی زور پکڑ رہا ہے۔ اور ہماری کتنی جانیں چاہے وہ یہ کہنے کے لئے تیار نہ ہوں اس لہر میں بہے جا رہے ہیں۔ مگر اس لہر کو تھامنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی۔ تو سماج میں وہی چند آدمی دکھائی دینگے جنکے لئے سماج میں رہنا پیٹ کا سوال ہوگا نہ کہ روح کا سوال"۔

اب ویدوں کی خبر کون لے؟

کے ماتحت پروفیسر ہریش چندر جی بالی ایم۔ اے ہندو کالج دہلی لکھتے ہیں کہ:۔

"مغربی طریقہ تعلیم مغربی رجحان کی اختراع ہے۔ اس لئے ناممکن تھا کہ اس تعلیم سے ویدوں کے پرچار میں کچھ بھی امداد مل سکتی۔ ہاں اس تعلیم نے لوگوں کے دماغ ڈھیلے کر دیئے۔ بدھی تیز کر دی مگر دماغ کی وسعت اور بدھی کی تیزی شروع ہوا تو یہ کشاکش اور نکتہ چینی میں لگ گئی اور کھنڈن بڑھتا جا رہا ہے کیا پھاڑ پھاڑ کر اپنے من مانے طریقہ پر ویدوں اور انگریزی تعلیم کے جادوؤں کے زیر اثر ویدوں کا اپنی تفسیروں کے مطابق مطلب نکالنے لگے۔

کسی کو دوران آشرم اچھا معلوم ہوا تو اس نے ویدوں

آشرم کو ویدوں کے آشرے پر اچھا ثابت کر دیا۔ کسی کے دماغ کو مغربی رجحان کے مطابق پرشک اصول اچھے معلوم ہوئے۔ تو اُس نے ویدوں میں بالشو ازم ثابت کر دیا۔ ایک ہی دم میں ذات پات توڑک منڈل ورن آشرم کو ملیامیٹ کرنے کا پرچار اور ورن آشرم کی تعریف ہونے لگی۔ ویدوں کی پرکھ مغربی طریقہ پر ہونے لگی۔ اور عقیدت کو جواب دیکر صرف تواریخ یا سائنس کی روشنی میں ویدوں کی چھان بین ہونے لگی۔ میں اس بات کے خلاف نہیں کہ ویدوں کی تعلیم کو پرکھا نہ جائے۔ لیکن جس دماغ میں زیادہ پرچھاؤ وقعت مغربی فلاسفروں اور آدرشوں کی ہے وہ دماغ ویدوں کی صحیح روشنی میں نہیں دیکھ سکتا؟

"الغرض سکولوں۔ کالجوں وگورکلوں سے جو ودیارتھی نکلے ان میں سے بہت سے بھدر پرشوں نے جاتی سدھار تعلیمی ترقی اور سوشل ریفارم کو تو اپنے کندھوں پر نہایت دلیری سے اُٹھایا۔ مگر ویدوں کا پرچار اپنی اصل حالت سے بھی گر گیا۔ آہستہ آہستہ آریہ سماج کا سارا کام دھارمک دائرے سے نکلکر پولیٹیکل یا دیش بھگتی کے بھاؤوں سے رنگا جانے لگا۔ اور پرانی ماتر کی بھلائی یا ویدوں کی عالمگیر روحانیت کو صرف ہندوستان کی ضرورت تک محدود کر دیا گیا اور آریہ سماج کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ اس نے ویدوں کے عالمگیر اصولوں کے پرچار کی بجائے دیش بھگتی کے کام کو اپنے سر پر اُٹھایا اور آریہ سماج کے پلیٹ فارم پر آجکل اگر کوئی ویدوں کے اصولوں کی اہمیت کا پرچار کرے تو لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی صاحب تیز طرار طریقہ پر کسی بھی دیش کے ذکر چھیڑ کر بیٹھے تو لوگ فوراً ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

الغرض آجکل آریہ سماج کے دماغ میں ویدوں کے دینی مسئلوں جیو۔ برہم اور پرکرتی کے جھگڑوں۔ فلاسفی کے عالمگیر اصولوں کے لئے جگہ بہت کم ہے اور موجودہ پولیٹیکل کشمکش کا مذاق بڑھ رہا ہے۔ ایسی حالت میں ویدوں کو پڑھے تو کون؟ پڑھائے تو کون؟

"غرضیکہ ہندوستان کی پولیٹیکل لہر نے آریہ سماج کے ویدوں کے پرچار کے ارادہ کو بہت ڈھیلا کر دیا ہے اور تعلیمی خبط کے بعد اب پولیٹکل خبط کا دور ہے۔ ورنہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آریہ سماج نے کروڑوں روپیہ کالجوں اور گوروکلوں پر خرچ کر دیئے۔ لیکن اس تمام تندہی اور قربانی نے ایک بھی ایسی پستک پیدا نہیں کی جو کہ ستیارتھ پرکاش کے بعد دنیا کے ہاتھوں میں مستند طور پر رکھی جا سکے۔ ایک بھی ایسا اپدیشک پیدا نہیں کیا جو کہ غیر ملکوں یا اپنے ملک میں اپنی ویدوں کی لیاقت یا پنڈتائی سے ویدوں کی تعلیم کا سکہ بٹھا سکے۔ پروفیسر صاحبان سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں لاکھوں روپیہ کی بلڈنگس ہیں۔ ہزاروں طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن اس سارے حیرت افزا کام میں ویدوں پر کیا توجہ دی جاتی ہے۔ آریہ سماجی بھائی خود ہی سوچیں اور جواب معلوم کریں۔ اور دریافت کرنے کی کوشش کریں کہ ویدوں کی غلطت پڑھائی۔ تعلیم اور پرچار کا کام کتنا ہو رہا ہے اور ان کے کروڑہا روپیہ کے دان کا کتنا حصہ ویدوں کے پرچار میں لگ رہا ہے۔"

ہمارا سچا رہبر رشی دیانند تھا اور ہماری مقدس پستک وید ہیں۔ ہم دنیا میں بلا لحاظ دیشی و بدیشی سب کے لئے سکھ۔ شانتی اور آنند کا پیغام رکھتے ہیں۔ افسوس ہو کہ ہم نے مغربی تعلیم کو فتح کرنے کی بجائے اُس سے مغلوب ہونا شروع کر دیا ہے۔ افسوس ہے کہ دیش میں ویدک تعلیم کی لہر پیدا کرنے کی بجائے معمولی اور کمتر قائم رہنے والی مجلسی اور ملکی لہروں میں ویدوں کو بہانا شروع کر دیا ہے۔ سکول ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ گوروکل موجود ہیں۔ پروفیسر سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ دان کا روپیہ ہر سال لاکھوں میں جاتا ہے۔ عالیشان مندر موجود ہیں۔ پرتی ندھیاں قائم ہیں۔ دو بڑے زبردست کیمپ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کرنے کے لئے موجود ہیں طاقت بھی بہت ہے اور قربانی بھی۔ مگر ویدوں میں پورا وشواش نہ کرتے ہوئے انکا گن گانے کی عادت ان کے تمام پردیسی چیز کرکے ان پر خرچ نہ کرنیکا گناہ ہماری جڑوں میں پانی پھیر رہے ہیں اور کھوکھلا کر رہے ہیں۔"

خاص مضامین

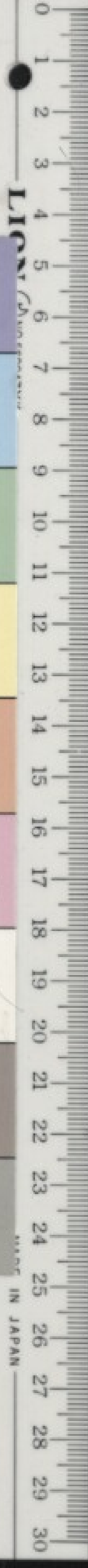
کتب عہد جدید کی صحت
پر
ایک محققانہ نظر
۱۵

اس ترجمہ کے کئی ٹکڑے ہمارے پاس موجود ہیں ایک نسخہ بالخصوص نہایت خوبصورت اور نفیس ہے۔ ارغوانی رنگ کے چرم پر چاندی کی سیاہی سے لکھا ہوا ہے اور پانچویں صدی مسیحی میں جلی اور بڑے حروف میں لکھا ہوا ہے۔

دوم۔ **لاطینی تراجم** :- (الف) قدیم لاطینی ترجمہ یا تہ جے۔ ابتدا میں روم میں یونانی زبان کا ہی رواج تھا۔ لہٰذا رومی مسیحیوں کو لاطینی ترجمہ کی ضرورت نہ پڑی۔ لاطینی ترجمہ کی ابتدا علاقہ ٹیونس شمالی افریقہ سے ہوئی۔ کیونکہ وہاں کے لوگ یونانی زبان سے ناواقف تھے ٹرٹولین کی تصنیفات اس امر کی گواہ ہیں کہ مسیحیت شمالی افریقہ میں بہت جلد پھیل گئی۔ لہٰذا وہاں لاطینی ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور لاطینی ترجمہ ٹرٹولین سے پہلے تھا۔ کیونکہ اُسکی تصنیفات میں لاطینی بائبل سے اقتباسات موجود ہیں۔ پس یہ ترجمہ نہایت قدیم ہے سنہ ۱۵۰ء کے بعد کا نہیں ہے۔ پس جس متن کا یہ ترجمہ ہے وہ نہایت قدیم مستند اور معتبر ہوگا۔

اس ترجمہ کے تقریباً پچاس نسخے ہمارے پاس زمانہ حاضرہ میں موجود ہیں۔

یہ ترجمہ مغربی ممالک میں تقریباً ڈھائی سو سال تک رائج رہا۔ لیکن اس ترجمہ کی نقلیں کرنے والے بہت عالم نہیں تھے۔ لہٰذا ان کاتبوں نے مختلف نسخوں کے لکھتے وقت بہت غلطیاں کیں۔ جب پوپ ڈیمےسس (جو سنہ ۳۶۶ء سے ۳۸۴ء تک رہا) یہ ضرورت حالات



تو اس نے مقدس جیروم سے درخواست کی کہ مختلف نسخوں کو جمع کرکے اس قدیم لاطینی ترجمہ کی نظرثانی اور تصحیح کرے پس مقدس جیروم نے ایک نسخہ تیار کیا جو

(ب) ولگیٹ

کہلاتا ہے ۳۸۳ء میں جیروم نے اناجیل اربعہ کے لاطینی ترجمہ کی نظرثانی کی اور باقی کتب عہد جدید کی اس نے سرسری طور پر تصحیح اور نظرثانی کی۔ یہ ترجمہ بڑا مقبول عام ہوا اور رومن کیتھولک کلیسیا کا مستند ترجمہ دورِ حاضرہ میں یہی ترجمہ ہے دورِ حاضرہ میں مغربی ممالک میں جہاں کہیں رومن کلیسیا ہے وہاں یہ ترجمہ پایا جاتا ہے۔ اس ترجمہ کے قدیم نسخے ہزاروں کی تعداد میں ملتے ہیں اور یورپ کے ممالک کے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان قدیم نسخوں کی تعداد اصل یونانی نسخوں کی تعداد سے دگنی ہے اور آٹھ ہزار سے کم نہیں ہے۔

اب ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ انجیل جلیل کے صحیح متن کو معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی سے زیادہ ذخیرہ موجود ہے۔ کل نسخے تیرہ ہزار ہیں۔ جو مختلف ممالک شرقی و غربی میں اور مختلف ازمنہ میں اور مختلف اقوام میں اور مختلف زبانوں میں مختلف اشیا پر لکھے ہوئے ہیں ایران۔ عرب۔ شام۔ آرمینیہ۔ جارجیا۔ مصر۔ کنعان۔ فرانس اطالیہ۔ افریقہ وغیرہ اکناف و اطرافِ عالم سے تیرہ ہزار معتبر گواہ آتے ہیں۔ کسی کی عمر اٹھارہ سو سال کی ہے۔ کسی کی ڈیڑھ ہزار سال کی ہے۔ کسی کی سولہ سو سال کی ہے۔ کسی کی اس سے کم ہے اور ہر ایک گواہ اپنی اپنی بولی میں انجیل جلیل کی کتب مقدسہ کے صحیح متن پر گواہی دیتا ہے اور فنِ تنقید کے ماہروں نے ہر ایک گواہ کی شہادت کو قلمبند کرکے اسکی جانچ پڑتال کی ہے۔ اس شہادت کو پرکھنے کے بعد ان واقفکار ماہروں نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان دو ہزار سالوں کے دوران میں انجیل جلیل کے متن کے ایک ہزارویں حصہ میں اختلافات قرأت و کتابت موجود ہیں لیکن اس ہزارویں حصہ میں بھی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے مسیحی تعلیم یا مسیحی عقاید پر کوئی اثر پڑ سکے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کتب مقدسہ کا صحیح ترین متن ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ برکت اللہ

مراسلات

مختاری

(از قلم حقیقت رقم عالیجناب پادری وزیر چند صاحب ل-ٹی)

میں بیت ایل کا خدا ہوں پیدائش ۳۱: ۱۳

مقام بیت ایل پر ایک عہد نامہ مرتب ہوا تھا جس میں ایک فریق خدا تھا اور دوسرا یعقوب۔ اس اقرار نامہ کی شرائط فریقین کی طرف سے مفصلہ ذیل تھیں۔ فریق اول یعنی خدا کی طرف سے یہ شرطیں تھیں خداوند تیرے باپ ابراہام کا خدا اور اضحاق کا خدا ہوں۔ میں یہ زمین جس پر تو لیٹا ہے تجھے اور تیری نسل کو دونگا۔ اور تیری نسل زمین کے گرد کے ذروں کی مانند ہوگی۔ اور تو مغرب اور مشرق اور شمال اور جنوب میں پھیل جائیگا۔ اور زمین کے سارے قبیلے تیرے اور تیری نسل کے وسیلے سے برکت پائینگے۔ اور دیکھ میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ جہاں کہیں تو جائیگا تیری حفاظت کرونگا اور تجھ کو اس ملک میں پھر لاؤنگا اور جو میں نے تجھ سے کہا ہے جب تک اسے پورا نہ کروں تجھے نہیں چھوڑونگا۔ فریق ثانی یعقوب کی طرف سے یہ اقرار تھا کہ اگر خدا میرے ساتھ رہے اور جو سفر میں کر رہا ہوں اس میں میری حفاظت کرے اور مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے اور میں اپنے باپ کے گھر سلامت لوٹ آؤں تو خداوند میرا خدا ہوگا اور یہ پتھر جو میں نے ستون سا کھڑا کیا ہے خدا کا گھر ہوگا اور **جو کچھ تو مجھے دیگا اس کا دسواں حصہ ضرور ہی تجھے دیا کرونگا۔** اس اقرار کی سند کے لئے اس جگہ ایک ستون کھڑا کیا گیا اور اس کا نام بیت ایل رکھا گیا۔

یعقوب اپنے سفر کو گیا۔ اپنے منزل مقصود پر صحیح سلامت پہنچ گیا۔ فدان ارام میں تقریباً بیس برس رہا اس عرصہ میں اس کے پاس بہت بال بچے اور مال اسباب جمع ہو گیا۔ پر کہیں ذکر نہیں آیا کہ اس ملک میں یعقوب نے سچے خدا کی عبادت کے لئے کوئی مذبح بنایا ہو۔ یا اسکو کسی طرح سے یاد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب اس اقرار نامہ کی شرط کو بھول گیا۔ اگرچہ خدا وفادار رہا۔ اسکو روٹی کپڑے سے زیادہ دیتا رہا۔

جہاں سے آج ہم نے سبق کے لئے آیت لی ہے وہ موقع ہے۔ جب یعقوب کو معلوم ہوا ہے کہ اس کے ماموں زاد بھائی آپس میں بڑبڑا رہے ہیں کہ جب سے یعقوب آیا ہے اس نے ہمارا سب کچھ لے لیا ہے۔ یعقوب کو اب یہ فکر دامنگیر ہے کہ کہیں میرے ماموں زاد بھائی حسد اور حسد اور دشمنی کے باعث میرا نقصان نہ کریں۔ اس حالت میں وہی خدا اسکو پھر دکھائی دیتا ہے اور اسکو یاد دلاتا ہے کہ میں بیت ایل کا خدا ہوں۔ اور میں اس مضمون میں بتانا چاہتا ہوں کہ بیت ایل یعقوب کی زندگی میں کیا معنی رکھتا تھا اور میری اور آپ کی زندگی میں اس کے کیا معنے ہونے چاہئیں

۱- بیت ایل یعقوب کی زندگی میں اس تجربہ کو یاد دلاتا ہے جو اسکو ہوا۔ جب اس نے خدا کو پہلی دفعہ دیکھا جب اس کے روحانی تجربہ میں خدا اسکو پہلی دفعہ ملا۔ جب خدا نے اپنے وعدے سے اسکو تسلی دی۔ کیا آپ کی زندگی میں کوئی بیت ایل ہے؟ کیا آپ یاد کر سکتے ہیں جب پہلی دفعہ خداوند آپ کی زندگی میں آیا۔ کیا آپ کو وہ روحانی تجربہ یاد ہے جب خداوند یسوع نے آپ کے گناہ معاف کئے اور معافی کی خوشی آپ کو حاصل ہوئی۔ کیا آپ کو یاد ہے جب خداوند یسوع آپ کی زندگی کا مالک بنا۔ اس نے آپکی زندگی کی ساری ذمہ داری اٹھائی۔ جب آپ سے اس نے فقط یہ طلب کیا تھا۔ کہ اے بچے مجھ کو اپنا دل دے اور مجھ پر پورا بھروسہ رکھ۔

۲- بیت ایل یعقوب کی وعدہ شکنی اور بیوفائی کو یاد دلاتا ہے۔ جب تک یعقوب فدان ارام میں رہا خدا اسکے ساتھ نیکی کرتا رہا۔ مگر یعقوب نے اپنے وعدے کو یاد نہیں کیا بلکہ عبادت نہیں کی۔ سچے خدا کو یاد نہیں کیا۔ اور اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ نہیں دیا آج اسکو یاد آگیا ہے کہ بیت ایل میں یعنی اپنی نئی

زندگی کے شروع میں میں نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کیا آپ نے اپنے سارے وعدوں کو وفا کیا ہے۔ کیا آپ نے روپیہ پیسہ اور اپنی آمدنی کے متعلق اپنی مختاری کو پورا کیا ہے۔ خدا نے آپ کو بہت کچھ بخشا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ جتنا ہمیں درکار تھا یا جتنا ہماری لیاقت کے حساب سے ہم کو ملنا چاہئے۔ پر سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ یا خدا کے ساتھ وفا کیا ہے۔

۳۔ بیت ایل ہمیں توبہ اور فرمانبرداری کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب خدا نے یعقوب کو یاد دلایا کہ میں بیت ایل کا خدا ہوں۔ یعقوب کو وہ سارا اپنا بھولا ہوا تجربہ اور بھولے ہوئے وعدے یاد آ گئے۔ چنانچہ آگے ذکر آتا ہے کہ اس نے اور اُس کے گھر والوں نے توبہ کی اجنبی معبود نکال پھینکے۔ اپنے آپ کو پاک کیا اور بیت ایل میں جا کر سچے خدا کی عبادت کی۔

اگر آپ قائل ہو گئے ہیں کہ آپ نے خدا کی رحمتوں اور مہربانیوں کے موافق اُس کا شکر نہیں کیا ہے۔ اور اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا تو اب وقت ہے۔ خدا کہتا ہے کہ میں بیت ایل کا خدا ہوں۔ میں باوفا خدا ہوں وہ خدا ہوں جو اپنے وعدہ کو یاد رکھتا ہوں۔ جتنا تو نے مانگا اس سے کہیں زیادہ دیتا ہوں۔ مناسب ہے کہ ہم تائب دل ہو کر اُس کی طرف رجوع لائیں

میں یہاں دہیکی کے متعلق ایک بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ دہیکی کوئی موسوی رسمی شرع کا ایک حصہ یا یہودی دستور نہیں ہے۔ بلکہ رسمی شرع کے ملنے سے پیشتر اس کا ذکر آتا ہے۔ تاہم دہیکی دینا۔ کسی دستور کو پورا کرنا یا کسی شخص یا کلیسیا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خدا ہمارا مالک ہے اور ہم جو کچھ کماتے ہیں۔ سب اُسکی طرف سے ہے۔ استثناء ۸: ۱۶-۱۸ آیتوں میں ایک عجیب بیان ہے "جس نے بیابان میں وہ من .... تجھے کھلایا تاکہ تجھے عاجز کرے .... تاکہ آخر میں تیرا بھلا ہو نہ ہو کہ تو کہے کہ میں نے اپنے زور اور اپنے ہاتھ کی قوت سے یہ مال پیدا کیا ہے۔ پر تو خداوند اپنے خدا کو یاد کر کیونکہ وہی ہے جس نے تجھے قوت دی جس سے تو مال پیدا کرے"۔

ناظرین اپنے مال میں سے ایک مقرری حصہ خدا کو دینا محض پُرانے عہد کا ایک دستور پورا کرنا ہی نہیں بلکہ اپنی مختاری کو ثابت کرنا ہے اور خدا کے حق ملکیت کو تسلیم کرنا ہے۔

گوجرہ میں

ڈی۔ایم۔سی لاہور کا سالانہ اجلاس

(از قلم حقیقت رقم حضرت پادری واعظ صاحب دام ظلہ)

گذشتہ ہفتہ ڈسٹرکٹ مشن کونسل لاہور کا سالانہ جلسہ (سی۔ایم ایس) گوجرہ میں منعقد ہوا۔ پچاس ایک ممبر ڈیلیگیٹ اور پادری لوگ تھے۔ خوب رونق تھی۔ ۱۳ و ۱۴ بدھ۔ جمعرات دو دن خوب رونق اور چہل پہل رہی۔ اس کمیٹی کے سالانہ اجلاس میں کیا ہوا۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ جو کچھ ایسے جلسوں میں ہوا کرتا ہے یہاں بھی ہوا۔ کئی رزولیوشن پاس ہوئے جو کاغذوں میں تحریر کر دیئے گئے۔ نتیجہ اُن کا وہی ہوگا جو رزولیوشنوں کا ہوا کرتا ہے۔ دو دن رونق اچھی رہی۔ دوستوں سے ملاقات کا موقعہ ملگیا۔ پادری ہیرس صاحب مشنری گوجرہ نے خوب خدمت کی۔ کھانے پینے کا انتظام اچھا تھا۔ ہر چیز اور کھانا وقت پر ملتا تھا۔ مسٹر و مسز ہیرس خود میزبان ہو کر مہمانوں کو کھلاتے پلاتے تھے۔ بعضوں کو تو زبردستی کہتے کہ تھوڑا سا۔ تھوڑا۔ تھوڑا سا پڑتا تھا کہ میزبان کی دلشکنی نہ ہو۔ ان اجلاس میں کوئی خاص ایسی بات نہ تھی جو قابل تذکرہ ہو۔ البتہ جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا اُس کا بیان ناظرین نور افشاں کی خاطر عرض کئے دیتا ہوں۔

پانچ برس ہوئے کہ یہاں اس کونسل کا سالانہ اجلاس ہوا تھا۔ اسوقت لڑکیوں کے سکول کی عمارت بن رہی تھی۔ ابھی ناتمام تھی۔ کوئی لڑکی نہ تھی۔ اُسکے بعد جب عمارت تیار ہو گئی تو سکول جاری کیا گیا۔ دیہاتی مسیحی لڑکیاں داخل ہونے لگیں۔ ۱-۲-۳-۴ ہوتے ہوتے اب ۱۵ لڑکیاں سکول میں ہیں۔ مس کنگ صاحبہ اعلیٰ درجہ کی مستقل اور حقیقی مسیحی کی تصویر ہیں۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں لڑکیوں نے وہ ترقی کی ہے۔ کہ بعض پرانے سکولوں میں بھی ایسی ترقی نہیں دیکھی جاتی۔ مس صاحبہ موصوفہ نے ممبران کمیٹی سے فرمایا کہ جو صاحب سکول دیکھنا چاہیں وہ دیکھ سکتے ہیں چنانچہ کمیٹی کے قریباً سب ممبر سکول دیکھنے کے واسطے گئے۔ کم از کم اُن میں ۱۵ انڈین منسٹر ہی تھے۔ لاہور کے لے مین شرفا بھی بہتیرے تھے۔ لڑکیاں دیہاتی۔ مگر تہذیب شہری۔ بڑے ادب سے کھڑے ہو کر سب نے سلام کیا۔

پھر مس کنگ نے ہم سب کو سکول دکھایا۔ عبادت کا کمرہ بہت اچھا تھا۔ اُس میں ایک نہایت نفیس زیتون کی لکڑی کی صلیب دیوار کے ساتھ آویزاں تھی۔ مس صاحبہ نے فرمایا کہ یہ صلیب میں یروشلم سے اس جیل کے پاس سے لائی تھی۔ کھانے کا کمرہ۔ سونے کے کمرے۔ اُستانیوں کے کمرے۔ سب صاف ستھرے ہوادار تھے۔ بستر بھی صاف۔ برتن خوب صاف اور قرینے سے رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ برتنوں کی حالت دیکھ کر مس میری ڈتھریج کلارک آباد گرلس سکول نے فرمایا کہ ایسی ہی صفائی مجھے پسند ہے۔ غرضکہ سب کچھ دیکھ کر پھر لڑکیوں کے پاس آئے۔ لڑکیوں نے زبور گایا۔ ڈھولک کے ساتھ۔ پھر بڑی لڑکیوں نے ڈرل دکھائی۔ ممبران کمیٹی عش عش کر اُٹھے۔ لڑکیوں نے کیا ڈرل کرنی ہے جو ان نے کی۔ کمال کیا۔ میں نے مس کنگ صاحبہ سے کہا کہ لارڈ ارون یہاں تشریف لائے تھے تو انکو تو یہ ڈرل نہیں دکھلائی تھی۔ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اچھا کیا ورنہ انکو فوج میں بھرتی کر لیتے۔ اس کے بعد دو لڑکیوں نے طرح طرح کے کھیل دکھائے۔ دو لڑکیوں نے دیہاتی عورتوں کے سیاپے کی نقل دکھائی۔ نقل کو اصل کر دکھایا۔ اب تو مجھے یاد بھی نہیں کہ کیا کیا دکھائے۔ بہرصورت سب کچھ دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔

پھر مس صاحبہ ممبران کمیٹی کو گاندھی کمرہ میں لے گئی وہاں کوئی ۵ اچرخے تھے۔ لڑکیاں کات رہی تھیں بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ پھر ایک اور کمرے میں لیجا کر ہم کو دکھایا کہ لڑکیاں پن سے لیس بنا رہی ہیں۔ ایسی جلدی جلدی کام کر رہی تھیں کہ بڑے بڑے شہر کے پڑھے لکھے اُن کی ہاتھ کی صفائی سے حیران تھے۔ لیس بہت ہی نفیس بنایا جاتا تھا۔ پھر ایک دوسرے کمرے میں جو ایک طرح کا شو روم تھا لڑکیوں کے ہاتھ کا کام دکھایا۔ لیس سلائی۔ آزار بند اور یاد نہیں کیا کیا الغرض بہت کچھ دیکھا سب کچھ اچھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسقدر ترقی۔ سکول صرف پرائمری تک۔ اب مس صاحبہ کا ارادہ ہے کہ سکول کو مڈل تک بڑھا دیا جاوے۔ سکول کے واسطے عمارت بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔

دو تن یک شورش شکنہ کو دہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

جس طبیعت کی محنتی اور ہمدرد مس کنگ صاحبہ ہیں ویسے ہی پادری ہیرس صاحب ہیں۔ دونوں ملکر جو کام کر رہے ہیں وہ خدا کی مدد سے پورا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ ان دونوں مشنریوں کی ہمت ہے۔ یوں دیکھو تو آجکل مشن کے ہر صیغہ میں تخفیف ہے تو یہ کام کیسے چل رہا اور بڑھ رہا ہے۔ یہ صرف ہمت مرداں مدد خدا والی بات ہے خود ہی ہمت کر کے روپیہ جمع کرتے اور کام چلاتے ہیں۔ سچ پوچھو تو خود خدا ان کی مدد کر رہا ہے۔

سکول کی حالت دیکھکر اور لڑکیوں کے کام کا ملاحظہ فرما کر ممبران کمیٹی ایسے خوش ہوئے کہ لڑکیوں کو چندہ کر کے قریبا بیس روپیہ انعام دیا کہ مٹھائی کھا دیں۔

اگرچہ ہم لڑکوں کے بورڈنگ ہاؤس میں ٹھہرے تھے مگر لڑکوں کا کام دیکھ نہیں سکے۔ کیونکہ وقت نہ تھا۔ اور بورڈنگ میں رہ کے سب حافر نہ تھے۔ جو حاضر تھے۔ وہ دن رات مہمانوں کی خدمت میں سرگرم تھے ہم سب اُن کے شکرگذار ہیں کہ اگرچہ سب کچھ پادری ہیرس صاحب کی مہربانی سے ہوا۔ مگر لڑکوں نے بھی جی سے خدمت کی ایک عجیب بات گوجرہ میں جا کر معلوم ہوئی کہ فروری میں جبکہ سخت سردی تھی۔ عین دوپہر کے وقت وہاں برف پڑی۔ اخباروں میں ہم نے پڑھا تھا کہ گوردا سپور میں برف پڑی۔ مگر وہ علاقہ پہاڑ کے نزدیک ہے زیادہ تعجب نہیں ہوا۔ مگر گوجرہ جوبار کا علاقہ نہ پہاڑ نہ دریا نہ سمندر۔ وہاں برف کا گرنا تعجب انگیز ہے۔ مس کنگ صاحبہ نے فرمایا۔ ٹھیک جیسی انگلنڈ میں پڑتی ہے۔ ویسی ہی پڑی ہمارے دیسی بھائیوں نے بیان کیا کہ روئی کے گالوں کی طرح تھی۔

جمعرات کی رات کو کمیٹی برخاست۔ نذوانہ نہ گھاس۔

آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کی اہم قراردادیں

آج مورخہ ۱۰ ماہ مارچ ۱۹۲۹ء بروز اتوار بوقت ۲½ بجے شام کو احاطہ آدی ہندو دیتر پاٹھشالہ موچیاں میں۔ آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا جس میں پست اقوام کے بہت سے بھائی شامل ہوئے اور حسب ذیل قراردادیں پیش ہوکر پاس ہوئیں

۱۔ یہ کہ نام نہاد انڈین کانگرس نے جو برطانیہ پالیمنٹ کی طرف سے ۳۱ ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء رواں تک نہرو رپورٹ منظور نہ کئے جانے کی صورت میں برطانیہ سرکار کو سنہ ۱۹۳۰ء میں سول نافرانی کی دھمکی دی ہے۔ یہ میٹنگ آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کی اتفاق رائے سے انڈین کانگرس کی اس دھمکی کو ملک کے لئے بد صلاح قرار دیتی ہے۔ اور دیگر بیرونجات کے اپنے اچھوت بھائیوں کو بھی برادرانہ مشورہ دیتی ہے کہ وہ کسی کانگرسی ممبر کے کہنے پر نہ آئیں اور اپنا کوئی نقصان نہ کر بیٹھیں چنانچہ پہلے عدم تعاون کے تلخ تجربے ابھی تک بہتوں کی یاد میں بھی ہونگے۔

۲۔ انڈین کانگرس کے ممبران کی طرف سے جو جلسے آج ۱۰ ماہ مارچ ۱۹۲۹ء سے ہوں یا اُن کے کوئی جلوس نکالے جائیں یا نہرو رپورٹ کے حق میں کوئی لیکچر ہوں ان موقعوں پر سبھا ہذا اتفاق رائے سے یہ قرار دیتی ہے کہ ہماری آدی ہندو سبھا کا کوئی ممبر شامل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح سے یہ سبھا اپنے گرد و نواح کے دیگر بھائیوں سے بھی درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی آتم رکھشا کی خاطر انڈین کانگرس کے کسی ایسے جلسہ میں شامل نہیں ہونگے۔ کیونکہ نہرو رپورٹ کے اندر جہاں دیگر اقلیتوں یعنے مسلم اور سکھ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنے میں قدرے دھیان دیا گیا ہے۔ وہاں اُسکے اندر ہماری پست اقوام کی کثیر التعداد یعنے کم از کم سات کروڑ کی اقلیت کے حقوق کی کچھ حفاظت کرنا تو درکنار اُلٹا ہماری تعداد کو اونچی ذات والے ہندوؤں میں ملاکر ایک طرح سے ہم کو غائب سا کر دیا گیا ہے۔ پس اس طرح ہماری اہم اقلیت کے حقوق کی نگرانی کرنے کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی گئی ہے۔

۳۔ جیساکہ قدیم تواریخوں سے۔ اور منوسمرتی جیسی اونچی ذات والوں کی اپنی مذہبی کتابوں کی رو سے بھی۔ اور ہندوستان کے ایک کونہ سے لیکر دوسرے کونہ تک کے ہر ایک مقام پر اونچی ذات والوں سے ہمارے خانگی کاسہ پیالہ جدا ہونے کی وجہ سے بھی۔ اور ہماری آدی ہندو سبھاؤں کی بیشمار تحریری عرضداشتوں سے بھی بخوبی روشن ہے کہ ہماری اچھوت جاتیاں۔ اونچی ذات والے ہندوؤں سے بالکل الگ ہیں۔ اور سوا اونچی جات والے ہندو عموماً ہماری کوئی مناسب امداد کرنے کی بجائے تقریباً ہر جگہ اور ہمیشہ ہی ہم کو کچھ نہ کچھ تکلیفات ہی پہنچاتے رہے ہیں۔ اور اسکی اس اوسط حیثیت کا نقشہ خود نہرو رپورٹ کے اندر سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی انکا ہم کو اونچی ذاتوں کی تعداد میں شامل کر دکھانا سراسر غلطی اور بے انصافی ہے بلکہ خود غرضی پر مبنی ایک سیاسی چال ہے۔ جسکے خلاف سبھا ہذا اپنا پروٹسٹ ظاہر کرتی ہے اور اتفاق رائے سے یہ عرض پیش کرتی ہے کہ کیوں نہرو رپورٹ کے اندر اچھوت ذاتیوں کی گذشتہ مردم شماری کے بموجب بھی اکم از کم سات کروڑ تعداد کو اونچی ذات والے ہندوؤں کی تعداد میں

شامل کر کے فنا کیا جاتا ہے؟ حالانکہ دوسری طرف سکھ اصحاب بڑا و نیچی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ تقریباً یکساں ہی زندگی کے تمام کاروبار میں ملتے جلتے ہیں اور وہ ہماری نسبت تعداد میں بہت کمتر ہیں۔ جہاں ان کی ایک اقلیت الگ سمجھکر ان کے حقوق کی کچھ نگرانی کی گئی ہے۔ اگرچہ ہم کو سکھ اصحاب کے لئے علیحدہ حقوق قائم رہنے پر کسی قسم کا رنج بالکل نہیں بلکہ ہم اُن کی خاص قابلیتوں کی وجہ سے یہ اُن کا عین حق سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں خوشی بھی ہو کہ اُن کو اُن کے پورے حقوق ملیں۔ تاہم وہاں پر اگر ہم اپنی اچھوت جاتیوں کی سات کروڑ آبادی کی اہم اقلیت کے واسطے اپنے پیدائیشی حقوق کی کچھ نگرانی اصولاً کی جانی اپنی ہستی کی قائمی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ انصاف نہیں ہے؟

۴- یہ کہ مذکورہ بالا قرار دادوں کی چھپی ہوئی کاپیاں مختلف اخباروں میں اشاعت کے لئے بھیجی جاویں۔

المشتہران

جے دیال موچی ۔۔۔۔ پردھان
دیوی دیال ۔۔۔۔ سکرٹری
امین چند موچی اسسٹنٹ سکرٹری

آدی ہندو سبھا
چھاؤنی فرذپور
(پنجاب)

مسیحی خبریں

علاقہ مہرولی کا شاندار عیسائی میلہ

ناظرین اخبار کو واضح ہو کہ اس علاقہ کے مشنری انچارج جناب بزرگ پادری ایچ پورٹر صاحب ایک مانے ہوئے لائق اور تجربہ کار اور سرگرم پادری ہیں جو گذشتہ ۔۔ سال سے اس علاقہ میں انچارج ہو کر بڑی کامیابی کے ساتھ مسیحی خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ماتحت چند فرمانبردار اور محنتی مشن ملازم ہیں۔ جو آپ کے ہر کام میں مددگار ہیں۔ اس علاقہ میں گذشتہ چند سالوں سے مسیحیوں کی تعداد بڑھجانے کے باعث ہماری مشن کو ایک بڑا گرجا علاقہ کے سینٹر میں تعمیر کرنا پڑا۔ یہاں کا گرجا قطب مینار کے مقابل میں ہندوستانی وضع پر بنایا گیا ہے۔ اس گرجے میں ایک ہزار اشخاص سے زائد کی گنجائش ہے۔

یہاں کا سالانہ عیسائی میلہ ہر سال لاہور کے بزرگ بشپ کے آنے پر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ امسال ۲۰ و ۲۱ فروری ۱۹۲۹ء کو یہاں کا عیسائی میلہ فراہم ہوا۔ جس میں چاروں طرف سے دیہاتی مسیحی مرد عورتیں اور بچے معہ بھجن منڈلیوں کے آکر شریک ہوئے۔ نیز دہلی شہر سے بہت سے ہندوستانی مسیحی مرد عورتیں اور یورپین لیڈیز انگریز پادری صاحبان جو یہاں کے عیسائی میلے اور جلسوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ جنکا شمار تقریباً ۱۰۰ کے ہوگا۔ انہوں نے آکر میلے کو زیادہ رونق بخشی۔ میلے میں کل مسیحیوں کا شمار پانچسو سے زائد تھا۔ مہرولی کا گرجا اور گرجے کا احاطہ چاروں طرف جھنڈوں و جھنڈیوں اور پھول پتیوں اور خوبصورت دروازوں اور ویلکم بڑی خوبی اور خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا گرجے کے احاطہ میں ایک بہت بڑا خوبصورت و بھاری شامیانہ لگایا گیا تھا۔ عجب بہار اور نظارہ کا سماں تھا۔ غیر اقوام دیکھکر حیران اور دنگ تھے۔ میلے کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو بعد دوپہر مختلف اقسام کے کھیل کود مثلاً بھاگ دوڑ اور رسہ کشی وغیرہ مرد عورتوں اور بچوں کے ہوئے۔ اپنے اپنے گاؤں کی ناموری کے لئے جان توڑ پارٹیاں جوش میں بھر کر لڑتی ہوئی تھیں جیتنے والی پارٹیوں کا عجیب شور و غل تھا۔ بوقت ۵ بجے شامیانہ کے اندر دیہاتی بھجن منڈلیوں کا مقابلہ ہوا۔

پہلا انعام گاؤں لاڈو سرائے نے حاصل کیا جنہوں نے خود ایک عمدہ مسیحی بھجن بنایا تھا اور ساز و سامان پر بڑی خوبی سے گا کر جلسہ کو خوش کر دیا۔ دوسرا انعام گاؤں فتح پور نے پایا جو گانے بجانے میں لاڈو سرائے بھجن منڈلی کے قریب قریب برابر تھے تیسرا انعام گاؤں خانپور نے حاصل کیا جو چند سالوں کے عیسائی ہیں پھر مختلف اشخاص نے اپنے بنائے ہوئے بھجن گا بجا کر سنائے اور حاضرین جلسہ کو خوش کیا بعد ازاں دو انعاموں سے بھری ہوئی میزیں جلسہ کے بیچ میں لائی گئیں۔ انعام کی چیزیں خوبصورت اور کسی قدر گذشتہ سالوں سے قیمتی اور دیہاتی ضروریات کو رفع کرنے والی ہمارے بزرگ بشپ صاحب کے دست مبارک سے جیتنے والوں کو تقسیم کی گئیں ہم کو افسوس اور خیال ہے کہ ہمارے بزرگ بشپ صاحب کھڑے ہو کر انعام تقسیم کرتے کرتے ضرور تھک گئے ہونگے۔ لیکن ہم اس بات سے خوش ہیں کہ انعام پانے والوں نے چھوٹے چھوٹے انعاموں کی بجائے بیچنے ہوئے کر لاٹ پادری صاحب کے ہاتھ سے انعام لے بڑی قدر کی اور نہایت ہی خوش تھے۔

اور اسی موقعہ پر گاؤں بگیم پور کے واسطے ایک نیا مسیحی نوجوان چودھری مقرر کیا گیا جسکو چودھرات کی پگڑی بزرگ بشپ صاحب کے دستِ مبارک سے عطا کی گئی۔

پھر ۹ بجے رات سے ۱۰ بجے تک اس پیرش کے دیہاتی رہ کروں نے ایک بہت عمدہ ڈرامہ یعنی ڈانیل سدرک میسک اور عبد نجو کا موزونیہ پارٹوں کے بڑی خوبی کے ساتھ دکھا کر جماعت کو نہایت ہی خوش کیا۔ یہ ڈرامہ خاکسار کے زیر انتظام تیار کرایا گیا تھا۔ چاروں طرف سے ڈرامہ کی عمدگی کے باعث شاباش کے نعرہ بلند تھے اور تالیاں پٹ رہی تھیں ہم خوش ہیں کہ بہت سے انگریز صاحبان ڈرامہ کے اختتام تک اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ڈرامہ کے اختتام پر دیہاتی بھجن منڈلیاں صبح تک مسیحی جوش میں بھری ہوئی گاتی بجاتی رہیں۔

بتاریخ ۲۱ فروری بوقت ۸ بجے پاک شراکت کی نماز بڑی سنجیدگی کے ساتھ ادا کی گئی۔ ۱۰ بجے صبح مہرولی کے بازار میں ہو کر مسیحیوں کا پروسیشن معہ گاؤں کے جھنڈوں اور بھجن منڈلیوں کے گاتا بجاتا اور ناچتا کودتا ہوا گرجے تک آیا۔ سب سے آگے صلیب بردار تھا۔

پروسیشن کے بیچوں بیچ میں گاؤں خانپور کی طرف سے ڈنڈے بازو کی پٹے بازی کی چوکڑی تھی جو طبلہ سارنگی کے اوپر اپنے کرتب دکھاتی تھی۔ پٹے بازی کے ختم ہوتے ہی سازندے اور بھجن گائے جا رہے تھے۔ پروسیشن کی قطار اتنی لمبی تھی کہ پولیس کو آمد و رفت کی موٹریں اور گھوڑے گاڑیاں روکنی پڑیں پادری صاحب کی کوشش سے پولیس کا معقول انتظام تھا

دکانداروں نے اپنی خرید و فروخت چھوڑ کر اور اپنی دکانوں میں کھڑے ہو کر مسیحی جلوس کا نظارہ دیکھا۔ غیر اقوام خداوند مسیح کی فوج کو دیکھکر حیران اور دنگ تھے۔ ہر ایک بینڈ منڈلی بینڈ کے ختم ہونے پر خداوند کے جے کارے کا نعرہ بلند کرتی تھی۔ ۱۰ بجے گرجے میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ استحکام کی رسم عمل میں لائی گئی۔ استحکام پانے والوں کا شمار ۱۴ تھا۔ ۱۱ بجے بزرگ کیپٹن ایف سے ولیسٹر صاحب کی جدائی کا جلسہ مہرولی پیرش کی طرف سے کیا گیا خاکسار کی طرف سے آپ کی الوداعی کے لئے ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔ بعد ازاں ہمارے بزرگ مشنری انچارج صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی ایک نظم جو آپنے خود تیار کی تھی بزرگ کیپٹن ولیسٹرن صاحب کی الوداع میں پڑھکر سنائی۔ جس میں آپ کے کام اور اوصاف ولیاقت و غریب پروری اور درجہ پیشی پر مستانہ ہر نیکا اظہار تھا۔

اس کے بعد علاقہ مہرولی کی طرف سے یہاں کے گرجے کی فوٹو ایک خوبصورت فریم کے اندر اور ایک جوڑا خوبصورت پھولدان بہین نقش و نگار۔ اور جس پر مہرولی پیرش بھی کندہ ہوا تھا بزرگ کیپٹن ولیسٹرن صاحب کو تحفہ اور یادگار کے طور پر نذر کیا گیا۔ جس وقت بزرگ کیپٹن ولیسٹرن صاحب و دیگر بزرگ بشپ صاحب اور بزرگ پادری ایچ۔ پورٹر صاحب کے گلوں میں ہار ڈالے گئے۔ تو ہمارے مہربان بزرگ کیپٹن ولیسٹرن صاحب کا دل غریب مسیحیوں کی محبت کے باعث بھر آیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپنے بڑی شکرگذاری کے ساتھ غریب مسیحیوں کی یادگار اور تحفہ کو قبول فرمایا۔

بعد ازاں دیہاتی و شہری مسیحیوں کو چاء پانی میں شریک کیا گیا۔ مختلف قسم کی مٹھائیوں کی پلیٹیں کیک جنہ اور بسکٹ کی پاس کیجانے لگیں اور چاء کے پیالوں کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ شہری مسیحی موٹروں اور گاڑیوں میں جلد جانے والوں کو ایک طرف بٹھایا گیا۔ دوسری طرف دیہاتی مرد عورتوں اور بچوں نے چاء کے گھونٹ لگا لگا کر جنہ بسکٹ اور لڈو جلیبیوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ انتظام ایسا معقول تھا کہ کسی قسم کی گڑبڑی نہ ہوئی۔ اور سب مسیحی تازہ دم ہو کر اپنے اپنے مقام کو واپس چلے گئے۔

ناظرین اخبار سے ہماری التماس ہے کہ اس علاقہ کے دیہاتی مسیحیوں کو جن میں زیادہ تر مرہ ہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تاکہ مسیحی ایمان میں مضبوط اور مذہبی جوش و خروش سے ہمیشہ بھرے رہیں۔ اور یوں ان کے ذریعہ سے خداوند مسیح کا جلال چاروں طرف بہتایت سے ظاہر ہو۔ آمین۔

مسیح میں آپ کا خادم خاکسار

ڈی۔ سی جیکب ایس۔ پی۔ جی مشن۔ مہپالپور (دہلی)

عشار بانی کی پاک رسم

۱۷ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۹ء کو عشار بانی کی پاک رسم ارٹن پور میں ادا کی گئی۔ پادری بوٹامل صاحب انڈسٹریل سیشن اور مس مارٹن صاحبہ مشنری انچارج تعلیم نسواں نے سیشن کی مدد سے خوب کام کیا عورتوں اور مردوں میں سے بہت سے بھائی اور بہنیں خدا کے پاس آئے۔ ۵۰ کے قریب نئے ممبران شامل عشا ہوئے۔ چار دن متواتر تیاری کی عبادتیں ہوتی رہیں۔ عورتوں کی عبادت کا وقت ۲½ بجے بعد دوپہر تھا اور مردوں کی عبادت ۸ بجے شام ہوا کرتی تھی۔ دونوں عبادتوں میں نہایت دلچسپ مضمون سنائے جاتے تھے۔ پادری بوٹامل صاحب کا نجات اور کفارے پر مضمون اور پروفیسر صاحب کا مسیح کی محبت کی لمبائی۔ گہرائی۔ چوڑائی اور اونچائی پر مضمون نہایت مؤثر اور فیض بخش تھے۔ ۲۰ فروری اتوار کے روز عشار بانی کی پاک رسم ادا کی گئی۔ اور گرجا گھر میں ۴۰۰ سے زائد کی حاضری تھی اور جو لوگ اسوقت عشار بانی میں شریک ہوئے انکی تعداد ۲۰۰ سے زائد تھی۔ قریباً تین روز سے گاؤں میں دونوں وقت کی متحدہ دعا کا رواج شروع ہو گیا ہے۔ دونوں وقت صبح و شام گھڑیال بجایا جاتا ہے۔ اور ایک مختصر سی جماعت دعا کے لئے جمع ہو جاتی ہے۔ جو اپنے گاؤں اور کلیسیا کی روحانی تعلیمی اخلاقی اور مالی ترقی کے لئے دعا کرتی ہے۔ ہم ناظرین سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس دعائیہ گروہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مختلف خبریں

پولیس کے مقابلے ڈاکوؤں قاتلوں اور مجرموں کے ساتھ

(بعض حیرت انگیز واقعات)

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

(۱)

حال میں پنجاب پولیس کے افسروں اور کنسٹیبلوں کو جن بہادرانہ کارناموں کے صلہ میں تمغے بطور انعام دیئے گئے ہیں وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسقدر شاندار ہیں کہ انہیں کسی فسانہ کی زینت بنایا جا سکتا ہے اور ارکان پولیس نے ادائے فرض میں شجاعانہ ہمت اور جانبازانہ سرگرمی کا ثبوت دیا۔ ۲۲ اپریل ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے کہ مسٹر ہاپکنس کو یہ اطلاع ملی کہ گوردوارہ صاحب میں چنن سنگھ نامی مفرور ملزم اتفاق سے موجود ہے۔ اسکے خلاف یہ الزام تھا کہ اس نے دن دہاڑے ایک عورت کو زبردستی اغوا کیا اور اسکے خاوند کو بندوق کی گولی سے مجروح کر دیا۔ مسٹر موصوف کو یہ خبر موصول ہوئی کہ عورت مفرور ملزم کے ہمراہ ہے اور ملزم نے قسم اٹھا رکھی ہو کہ جو شخص مجھے پکڑنے آئیگا میں اسے سیدھے گولی کا نشانہ بنا دونگا۔ اور اگر میرے لئے فرار کی کوئی راہ نہ ہوگی تو میں پہلے عورت کو اور پھر اپنے آپ کو گولی سے ہلاک کرونگا مسٹر ہاپکنس مسلح آدمیوں کا دستہ موٹر لاری میں بٹھا کر گوردوارہ صاحب میں پہنچ گئے۔ جس مکان میں چنن سنگھ پناہ گزیں تھا اس کا محاصرہ کر لیا مسٹر ہاپکنس نے مکان کی چھت پر دیکھا کہ ایک سکھ سبز رنگ کی پگڑی باندھے صحن میں دوڑ رہا ہے آپ فوراً زینے سے صحن میں اتر آئے جہاں ایک کنسٹبل نے اس کمرے کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ سبز پگڑی والا سکھ چھپ گیا تھا مسٹر ہاپکنس ہاتھ میں ریوالور لئے جھٹ اس کمرے میں داخل ہو گئے جہاں آپنے مفرور ملزم اور مغویہ شدہ عورت کو دیکھا اگرچہ چنن سنگھ کے پاس بھری ہوئی دونالی بندوق تھی لیکن وہ مسٹر ہاپکنس کی مستقل مزاجی و جانبازانہ جرأت سے اسقدر حراساں ہو گیا کہ اُسنے اپنی بندوق زمین پر پھینک دی اور اپنے آپکو انکے حوالے کر دیا معلوم ہوا ہے کہ چنن سنگھ کے پاس گولی بارود کی کوئی کمی نہ تھی

اُسکی تلاشی لینے پر ایک چٹھی برآمد ہوئی جس میں اُس نے اپنے ابتدائی جرم کا اقبال کرتے ہوئے یہ حلف اُٹھایا تھا کہ میں گرفتار کرنے والے کو مار ڈالونگا اور اگر خود بھاگ کر اپنی جان نہ بچا سکا تو اپنے آپکو اور عورت کو ہلاک کر دونگا۔ مسٹر ہاکنس نے اپنی جان پر کھیل کر اس خطرناک مفرور ملزم کو زندہ گرفتار کر لیا اور عورت کی جان بچالی

امیر امان اللہ خاں کے طیاروں کے گرداب پہنچنے کی تصدیق

پشاور ۱۵ مارچ - معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شہریار امیر امان اللہ خاں کے دو طیارے مقام گرداب میں پہنچے ہیں - یہاں پر مہمندوں کے مشہور و معروف ملک حسن خاں نے اعلیحضرت غازی کے ارشاد پر ایک مستقر پر انتظام کیا ہے - ان طیاروں میں شاہ امیر کے وزیر خارجہ سردار غلام صادق خاں اور سردار علی احمد جان کے بھتیجے عبدالسمیع بھی قندھار آئے ہیں -

سردار الموصوف کی قیادت میں مہمند کابل پر حملہ کی طیاریاں کر رہے ہیں - سردار علی احمد جان کے بڑے صاحبزادے سردار غلام احمد جان قندھار روانہ ہو گئے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سردار غلام احمد جان اپنے والد کے متعلق شاہ امیر سے ہدایات لینے کی غرض سے قندھار گئے ہیں -

کابل سے معتبر کرایہ کش حال ہی میں پشاور پہنچے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مقام بٹی کوٹ دیہ مقام جلال آباد سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے سے روانہ ہو رہے تھے تو انہوں نے ایک طیارہ اُڑتا ہوا دیکھا جس پر افغانی پرچم لہرا رہا تھا - یہ طیارہ مقام کاما کی طرف گیا اور غالباً وہیں اُتر گیا -

پشاور ۱۷ مارچ - قندہار سے گرداب میں امان اللہی طیاروں کے پہنچنے کی اطلاع کی تصدیق ہو گئی -

پشاور ۱۸ مارچ - بچہ سقہ کا ہوائی جہاز بڑا ما کانفرنس میں شرکت کے لئے دو ملاؤں کو لیکر کابل سے روانہ ہوا تھا مگر راستہ میں طیارہ مذکور زمین پر آگرا ہوا باز اور مسافر سب کے سب ہلاک ہو گئے اور طیارہ پاش پاش ہو گیا -

پشاور ۱۷ مارچ - امید ہو کہ بڑا ما کانفرنس آج اپنا اجلاس شروع کر دیگی - استقبالیہ کمیٹی میں مقامی زیارتگاہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے ملا شامل ہیں - اس کمیٹی نے گو تم بدھ کے مجسمہ کے شکستہ ٹکڑوں کو جمع کر لیا ہے - اس بت کو زیارتگاہ کے سامنے سے ایک فرنچ ماہر آثار عتیقہ نے زمین کھود کر اعلیحضرت کے سفر یورپ سے واپسی کے وقت نکالا تھا - اس امر کو کانفرنس میں یہ بات ثابت کرنے کیلئے پیش کیا گیا ہو کہ اعلیحضرت کا رجحان غیر اسلامی باتوں کی طرف بہت زیادہ تھا - اسپاروینی اغلباً یہ بات فراموش نہ ہوئی ہو گی کہ اہل دیہہ نے ماہر آثار عتیقہ کے زمین کھودنے پر اعتراض کیا اور بیش بہا آثار قدیمہ کو اُس سے چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - اس پر اعلیحضرت امان اللہ خاں نے سرغنوں کو جن میں مقامی زیارتگاہ کا سرگروہ بھی تھا سزا دی - مہمند آفریدیوں نے اس کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا -

جنرل نادر خاں شاہ امان اللہ خاں کے وفادار ہیں

پشاور ۱۶ مارچ - جنرل نادر خاں اور اُنکے بھائی شاہ محمود خوست میں کام کر رہے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے اب اعلان کر دیا ہے کہ ہم اعلیحضرت امیر امان اللہ خاں کے وفادار خادم ہیں وہ ۱۸ مارچ کو بمقام عُرو نیز خوست کے مختلف قبائل کا ایک جرگہ منعقد کرنیکا انتظام کر رہے ہیں

ہزارہ قبیلہ کا ایک مرد میدان امیر امان اللہ خاں کی حمایت میں

پشاور ۱۶ مارچ - ایک نو وارد جو ۱۰ مارچ کو کابل سے روانہ ہو کر براستہ پاراچنار آج یہاں پہنچا ہے بیان کرتا ہے کہ میری واپسی کے وقت کابل اور غزنی کے درمیان ایک مقام پر لڑائی ہو رہی تھی - وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ہزارہ قبیلہ کا ایک آدمی جسکو حقا و دہنے باز رہنے کیلئے ۳ ہزار روپیہ معاوضہ دیا گیا تھا اب بہت جلد جمع کر رہے ہیں اور وہ بچہ سقہ کی فوج کا مقابلہ کر رہا ہو نیز اُس نے اعلان کر دیا ہے کہ ہم غازی امان اللہ خاں کا ساتھ دونگا جو اُن

جگجیت بڑودہ انجینئرنگ کالج امرتسر

یہ کالج دس برس سے جاری ہو سینکڑوں پاس شدہ طلبا ہر ایک انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں گورنمنٹ کے بڑے حکام اور ہر محکمہ کے انجینیروں نے یہاں کی تعلیم ضبط و نظم و نسق اور شاٹ کی تعریف فرما کر طلبا کو بیں ملازمت کیلئے نہایت عمدہ قرار دیا ہو علاوہ سب اورسیر اور اوورسیر اور سب انجینیر کلاسز کے جن میں بکثرت زائد طلبا تعلیم پا رہے ہیں مئی ۱۹۲۵ء سے گورنمنٹ نے بجلی کی کلاسیں بھی کھولدیں ہیں جنکے لئے انجن اور مشینیں ہزار روپے کی منگوائی گئی ہیں اور ستی اینڈ گلڈ اس لندن کے امتحان فرسٹ گریڈ کے لئے بھی طلبا کو تیار کیا جاتا ہے - کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلبا کی فہرست اور حکام کے سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہو جو پراسپیکٹس کیساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں - پرنسپل -

ضرورت

امرتسر چرچ کمیٹی کے لئے ایک ایسے کارندہ کی ضرورت ہے جو امرتسر شہر کے غیر مسیحیوں میں بشارت کا کام بخوبی کرنیکی لیاقت رکھتا ہو - تمام درخواستیں معہ ضروری سرٹیفکیٹ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء تک پہنچ جانی چاہئیں - تنخواہ حسب لیاقت ۳۰ اور ۵۰ روپے کے درمیان مقرر ہو گی - رہائشی مکان اور شہری الاؤنس بھی دیا جائیگا - اگر کوئی مشن کا ملازم ہو تو اس کے حقوق حسب الدستور مشن میں قائم رکھنے کے لئے کوشش کی جاویگی - مزید حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں -

المشتہر پادری - جے ایف سینی پاسٹر انچارج امرتسر



ایم - کے - خان - مہاں سنگھ باغ - لاہور

اعلان

میں پرسیول داس سکنہ دہلی معرفت ایلین بری اینڈ کمپنی مشتہر کرتا ہوں کہ میں نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہو اور نیا نام مسٹر پی ڈی داس سے کہلاؤنگا - المشتہر پرسیول داس - دہلوی

ضرورت

ایک سند یافتہ لیڈی سب اسسٹنٹ سرجن زنانہ ہسپتال سرسہ کے لئے ضرورت ہو تنخواہ ۵۰ روپیہ ترقی ۵ روپیہ سالانہ گریڈ ۱۲۵ روپیہ تک کوارٹر مفت - پرائیویٹ پریکٹس کی بھی اجازت - پراویڈنٹ فنڈ تمام عرضیاں بنام سول سرجن حصار کے بمعہ نقول و سرٹیفکیٹ آنی چاہیئے +

نولکھا ہار

یسوع ناصری جارہا ہے

سندی آیت لوقا ۱۸: ۳۷

(عالیجناب پادری ٹھاکرداس صاحب ایم۔ اے پاسٹر نولکھا چرچ لاہور)

دیباچہ۔ ہمارا تجربہ ہوگا کہ جب کسی سخت مصیبت یا آفت میں مبتلا ہوجاتے اور اس دُکھ کی حالت میں اگر اچانک کوئی رہائی کی صورت نکل آئے تو دل میں کیسی بے چینی اور بے صبری پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے ایسے واقعات کا ذکر سنا ہوگا یا پڑھا ہوگا کہ ایک شاہزادہ ایک قلعے میں قید ہے۔ اُسکے دشمن اُسکو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ نہایت بے بسی کی حالت ہے۔ رات دن گھڑیاں گنتے جاتا ہے اور اپنی زندگی سے تنگ آیا ہوا ہے۔ اچانک ایک روز اسکو ایک بگل کی آواز آتی ہے۔ اُسکا دوست اُدھر سے گذر رہا ہے۔ یہ بیٹھا بیٹھا اچھل پڑتا ہے اور کبھی اِدھر دوڑتا ہے کبھی اُدھر کبھی اوپر سوراخ سے ان کی طرف دیکھتا ہے کبھی دونوں ہاتھ سینے پر رکھکر اپنے دوست کا نام لے کر زور سے چلاتا ہے۔

یا کوئی ملاح ہے جسکا جہاز سمندر میں تباہ ہوگیا اور سمندر کی لہروں نے اُسکو اُٹھا کر ایک ویران ٹاپو میں پھینک دیا۔ وہاں وہ بغیر ساز و سامان اِدھر اُدھر پھر رہا ہے۔ کھانے کو کچھ پاس نہیں کئی روز گذر جاتے ہیں اور موت اپنی بھیانک صورت لے سامنے آکھڑی ہوتی۔ اس موقع پر ایک جہاز اُدھر سے گذرتا ہے اور یہ چیختا ہے اچھلتا ہے۔ اپنے کپڑے اُتار اُتار کر ہلاتا ہے یہ موت اور زندگی کی اِن سی لگی ہوتی ہے۔

یہی حالت اس اندھے بارتمائی کی تھی۔ یہ شخص بے بس سڑک کے کنارے بھیک مانگا کرتا تھا۔ زندگی اُسکے لئے ایک اندھیری رات تھی۔ دُنیا کے خوبصورت اور خوشنما نظاروں سے وہ محروم تھا۔ دنیا کی خوشیاں اسکے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن اُدھر سے ایک شخص گذر رہا ہے جو اُسکی تیرہ و تار زندگی کو روز روشن کی مانند نورانی بنا سکتا ہے۔ جو کہ اسکو اس بے بسی کی حالت میں سے نکالکر برکتوں سے مالامال کرسکتا ہے۔ وہ اس سے صرف چند قدموں کے فاصلہ پر ہے۔ ابھی اُسکے سامنے آجائیگا۔ اے بارتمائی اُٹھ جو کچھ کرنا ہے کرلے۔ وہ گذر جائیگا۔ اور شاید ہمیشہ کے لئے موقعہ ہاتھ سے جاتا رہے۔

عزیزو ہمارے لئے اور بارتمائی کے لئے دنیا میں سب سے پُرزور سب سے پُرمطلب اور پُرمعنی مژدہ کیا ہے "یسوع ناصری جارہا ہے"۔

اس خوشخبری میں ہم کو دو باتیں نظر آتی ہیں۔ ایک بڑی حقیقت اور ایک بڑا موقع۔

۱۔ **ایک بڑی حقیقت۔** یہ یسوع جو اسوقت بارتمائی کے سامنے سے گذرا تھوڑے عرصے کے بعد صلیب پر کھینچ دیا گیا اور اسکے دشمن اُس پر ہنس رہے ہیں۔ اور شیطان اور اُسکے فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں کہ اب میدان صاف ہے۔ اُس نے اپنی جان صلیب پر دیدی۔ تیسرے دن وہ فتحمند بادشاہ قبر کو پھاڑ کر نکل آیا اور اس ظالم دشمن موت کو تاخت و تاراج کرتا ہوا ابدیت کی پہاڑیوں پر چڑھ گیا۔ اور آج وہی زندہ اور فتحمند یسوع "جسکا سر اور بال برف کی مانند سفید اور جسکی آنکھیں شعلوں کی طرح دہکتی ہوئیں اور جسکے پاؤں خالص پیتل کے سے جسکی آواز زور کے پانیوں کی سی جسکے دہنے ہاتھ میں سات ستارے جسکے منہ میں سے ایک دو دھاری تلوار نکلتی اور جسکا چہرہ آفتاب کی مانند چمکتا ہے" سونے کے سات چراغدانوں میں پھرتا ہے۔ وہ تو موجود ہے۔ پر ہم اپنی غفلت اور سخت دلی کے سبب اُسکی موجودگی کو محسوس نہیں کرتے۔ ہم کانوں سے سنتے لیکن سمجھتے نہیں آنکھوں سے دیکھتے لیکن معلوم نہیں کرتے کیونکہ ہمارے دل پر چربی چھا گئی ہے۔ وہ تو ہمیشہ ہمارے سامنے سے گذرتا رہتا ہے لیکن ہم اپنی کمزوری کے باعث اس حقیقت کو نہیں پہچانتے۔

ایک معنے میں جب سے ہم نے تمیز کرنا شروع کیا یسوع ہمارے سامنے سے جارہا ہے۔ ہم میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جنکی تعلیم اور پرورش مسیحی گھرانوں میں ہوئی اور ہم نے اُسکی شفا بخش قدرت کی نسبت شروع سے بہت کچھ سیکھا۔ اس سارے زمانے میں خداوند یسوع ہمارے سامنے گذرتا رہا۔ وہ کئی دفعہ ٹھہر جاتا اور انتظار کرتا کہ شاید ہم اسکو بُلائیں "دیکھ میں دروازے پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں۔ اگر کوئی میری آواز سنکر دروازہ کھولیگا تو میں اُسکے پاس اندر جاکر کھانا کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ"۔

لیکن خداوند یسوع خاص طور پر سامنے سے گذرتا ہے جب ہم اُسکے کلام کو پڑھتے یا اُسکے کلام کی مؤثر منادی کو سنتے۔ آپ کو اس حبشی وزیر کا بیان یاد ہے جو اپنی رتھ میں بیٹھا ہوا اُسکا کلام پڑھ رہا تھا۔ فلپس خدا کا بندہ روح کی ہدایت سے اُسکے پاس پہنچا اور اسکو خوشخبری سنائی۔ اس روز یسوع ناصری اُس حبشی وزیر کے سامنے سے گذرا۔ اور کس عجیب میں؟ "لوگ اُسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کو لے گئے"۔ ہم میں سے بہتوں کو ایسا موقع نصیب ہوا ہوگا۔

مجھے یقین ہے کہ آج صبح وہ یہاں موجود ہے۔ آج ہم ایسے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں جہاں بارتمائی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایسے مقام پر بیٹھا تھا جہاں سے یسوع ناصری نے گذرنا تھا۔ آپ بھی ایسی جگہ آئے ہوئے ہیں جہاں پر خدا کا رحم اور فضل اکثر ظاہر ہوتا رہا اور جہاں سے خدا کا شکر ہو یسوع ناصری کئی بار گذرا۔ اور کیا یہ بات ناممکن ہے کہ آج ہم اسکی حضوری کی حقیقت سے واقف ہوں۔

یسوع ناصری جارہا ہے

ایک بڑا موقع۔ یسوع ناصری جارہا ہے۔ ایک نازک موقع ہے۔ یسوع ناصری جارہا ہے۔ جارہا ہے۔ اور اگر وہ چلا گیا تو پھر شاید اس راستے سے کبھی نہ گذرے۔ شاید آخری دفعہ ہمارے سامنے گذر رہا ہے۔

انسان کی زندگی میں شاید ایک ایسا ہی موقع آتا ہے۔ انسانی فطرت کا یہ ایک قانون ہے کہ جب ایک حقیقت یا صداقت کو ایک دفعہ رد کیا جائے تو اُس کا زور کم ہوجاتا ہے۔ اگلی مرتبہ جب وہ صداقت سامنے آئیگی تو اُس کو

روشن کرنا زیادہ آسان ہوگا۔ سکے بعد اس صداقت کا نور اور بھی کم ہو جائیگا۔ اور اسی طرح ہوتے ہوتے دل ایسا سخت اور مُردہ ہو جائیگا اور اس صداقت کا نور یہاں تک کم ہو جائیگا۔ کہ ایک خاص اور آخری موقع کے بعد اسی صداقت کا سامنے آنا نہ آنا ایک برابر ہے۔

وہ روح القدس کے خلاف کفر بکنا وہ ابدی گناہ جو کبھی معاف نہیں ہو سکتا کیا ہے؟ قسم کھانا نہیں۔ جھوٹ بولنا نہیں۔ چوری کرنا نہیں۔ خون کرنا نہیں۔ کوئی خاص گناہ نہیں بلکہ متواتر اور جان بوجھ کر یسوع ناصری اور اسکی روح کو رد کرتے جانا۔ یہاں تک کہ آخری مرتبہ کے بعد روح ایسی مردہ ہو جائے کہ توبہ کرنا ایمان اور معافی حاصل کرنا اس کے لئے ناممکن ہو جائے۔ It is the deliberate rejection of Christ and His spirit once too often.

یہ صرف ایک نازک موقع ہے بلکہ بڑی جدوجہد کا موقع ہے۔ بارتمائی یسوع ناصری جاتا ہے جو کچھ کرنا ہے اب کرلے بارتمائی کے لئے یہ زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ وہ چلا چلا کے کہتا ہے اے یسوع ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ یہ چلانا اسکی دعا ہے۔ کوئی تکلف نہیں کرتا۔ کوئی نماز کی کتاب نہیں پڑھتا کوئی ترجمہ گڑھی ہوئی تقریر پیش نہیں کرتا۔ اپنے دل کو کھول کر اپنے منجی کے قدموں پر رکھ دیتا ہے "اے یسوع ابن داؤد مجھ پر رحم کر" ایک ایک لفظ میں سوسو جانیں ہیں۔ ایک ایک لفظ جلتا ہوا لاوا ہے جو کہ غم اور مصیبت کے آتش خیز پہاڑ کے سینے میں مدت سے جوش مار رہا تھا۔ جو آگے جاتے تھے اسکو ڈانٹنے لگے کہ چپ رہ مگر وہ اور بھی چلایا "اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر"

عزیزو! یسوع ناصری جا رہا ہے۔ اب موقع ہے۔ جان توڑ کے چلاؤ ہاتھ جوڑ کے اور زمین پر گھٹنے رگڑ کے اسکو پکارو۔ شاید جب ہم ایسا کریں تو ہمارے دوست ہمارا دل توڑیں یا اس دنیا کی خوشنما اور فریب چیزیں ہم کو کہیں کہ رہنے دو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ ہماری ہلاک نفسانی خواہشیں ہم کو کہیں کہ ابھی ذرا ٹھہر جاؤ۔ میرے دوستو وہ موقعہ ہے کہ کان میں انگلی ڈال کر اور بھی زور اور [illegible] کے ساتھ چلاؤ "اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر" اور چلاتے جاؤ اور چلاتے جاؤ۔ جب تک کہ وہ ٹھہر نہ جائے۔ وہ ضرور ٹھہر جائیگا۔ ایک شخص نے کہا کہ دعا میں بڑی قدرت ہے۔ اُس بڑے جنگ کے دن یشوع نے دعا کی اور آفتاب آسمان پر ٹھہر گیا۔ آپ اندھا بارتمائی دعا کرتا ہے اور وہ آفتاب صداقت اسکے سامنے ٹھہر جاتا ہے۔

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ یوئنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خاتون اُسکی مددگار ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اسکے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] عہ سے [illegible] تک اور [illegible] سے [illegible] تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔